بشریٰ رحمان کی ”چپ“ اور ” افسانہ آدمی ہے“ میں خواتین کے مسائل کی نشاندہی

Depiction of Women's Issues in Stories of Bushra Rehman "Chup" and “Afsana Admi Hai"

نازیہ کوثر

پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر (فارسی)، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

ڈاکٹر امبریاسمین

اسسٹنٹ پروفیسر (فارسی)، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

Abstract:

Well known fiction writer, columnist, presidential award holder (SItara E Imtiaz) travel writer and member of the Punjab Assembly, Bushra Rehman is a unique fiction writer. Her style is very different from other fiction writers which captivate reader magically. Bushra Rehman's name is equally famous in political, social, literary and journalistic circles. She is a writer of unique nature and a keen observer of women's psychology. In this article, Bushra's thinking is the focus of women's problems in which she intends to raise awareness in the society by highlighting women's issues. In Bushra's stories, women are shown to be quite oppressed being helpless in front of men while tolerating social attitudes.

Keywords:

Busra Rehman, Women’s issues, social attitudes, awareness.

معروف افسانہ نگار کالم نویس صدارتی اعزاز کی حامل (ستارہ امتیاز) سفر نامہ نویس، رکن پنجاب اسمبلی بشریٰ رحمان ایک منفرد نوعیت کی حامل ادیب ہیں۔ ان کے اسلوب کا شمار دیگر افسانہ نگاروں کی نسبت خاصہ مختلف ہے جو پڑھنے والے کو اپنے سحر میں گرفتار کرلیتا ہے۔ بشریٰ رحمان جیسی علمی اور ادبی شخصیت سے کسے واقفیت نہیں۔ بشریٰ رحمان کا نام سیاسی، سماجی، ادبی اور صحافتی حلقے میں یکساں شہرت کا حامل ہے۔ جہاں جہاں اردو کی بستیاں آباد ہیں وہاں وہاں بشریٰ کا نام، بشریٰ کا تخلیقی کام اور شہرت موجود ہے۔

بشریٰ ۲۹، اگست ۱۹۴۴ء کو پنجاب کے شہر بہاولپور کے ایک علمی اور ادبی گھرانہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ۲۸ ہے جن میں افسانے، ناول، سفر نامے اور ناولٹ وغیرہ شامل ہیں۔ کم عمری سے ہی آپ کو افسانہ نگاری میں دلچسپی تھی۔ بشریٰ رحمان خود کہتی ہیں ”میں نے پہلا افسانہ اس وقت لکھا تھا جب میں آٹھویں جماعت میں تھی، باوجود اباجی کی حوصلہ افزائی کے میں شرم کے مارے انہیں دکھانہ سکی۔(۱)

دسویں جماعت میں پہلا افسانہ "پھر یادوں کے دیپ جلے“ منظر عام پر آیا۔ اس بارے میں بشریٰ کا خود اپنا کہنا ہے:

> ”جب میں میٹرک میں تھی تو مجھے اپنا پہلا افسانہ ”پھر یادوں کے دیپ جلے“ عکس نو میں چھپوانے کی جرات ہوئی اور ردعمل تو وہی ہونا تھا جو ایک بچی کو رسالے میں اپنا نام دیکھ کر ہوتا ہے۔“(۲)

بشریٰ نے جامعہ پنجاب سے ایم اے صحافت کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے اپنا سیاسی سفر ۱۹۸۳ میں شروع کیا جس کے نتیجے میں آپ ۱۹۸۸ میں رکن پنجاب اسمبلی بنیں۔ ساتھ ساتھ آپ نے ادبی شوق کو جاری رکھتے ہوئے بہت سے ناول اور افسانے لکھے جو عام لوگوں بالخصوص خواتین میں بے حد مقبولیت کے ساتھ ساتھ پاکستان ٹیلی ویژن میں بھی مقبولیت کا باعث بنے۔

بشریٰ رحمان کے افسانوں کی خواتین میں مقبولیت کی وجہ ان کے افسانوں کے متنوع موضوعات ہیں۔ اگر ان کے افسانوں کا جائزہ لیا جائے تو ان کے بیشتر افسانے خواتین کے مسائل کے گرد گھومتے ہیں جن میں وہ خواتین کے مسائل کی نشاندہی کرتی ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ خواتین کی تربیت بھی کرتی ہیں۔ مشتاق احمد یوسفی بشریٰ کے بارے میں کہتے ہیں:

> "بشریٰ رحمان کو نازک مقامات سے آسانی سے گزرنے کا فن آتا ہے۔ اپنی مخصوص Euphemisticism تکنیک کو انہوں نے جابجا ایسی خوبصورتی اور فنکارانہ مہارت سے برتا ہے کہ جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔"(۳)

جیسے کہ افسانہ "چپ" میں بشریٰ رحمان خواتین کو نصیحت کرتی ہیں کہ لڑکی کو حیا کا پیکر ہونا چاہیے اسی طرح وہ لڑکی کی شخصی آزادی کی قائل ہیں اور شادی کو کامیاب بنانے کے لیے مرد اور عورت دونوں کو برابر ذمہ دار ٹھہراتی ہیں۔ بشریٰ افسانہ "چپ" میں اپنے آپ سے سوال کرتی ہیں کہ عورت کا جھکنا، اس کی تذلیل کرنا اور اس کی ذات کی نفی کرنا کیوں ضروری ہے؟ خواتین کے مسائل کے حوالے سے یہاں شادی جیسے خوبصورت بندھن کے مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے جس میں میں صرف عورت کا جھکنا دکھایا گیا ہے۔ افسانہ "چپ" میں غرفہ نامی لڑکی جو کہ ریڈیو کے سٹوڈیو میں ملازمت کرتی ہے اپنی شادی کو بچانے کے لیے بہت کچھ برداشت کرتی ہے۔ غرفہ کے خاوند کا نام غفران ہے جو کہ سرکاری ملازم ہے۔ غرفہ کا خاوند غفران شادی کے بعد اس کے ساتھ جھگڑا کرتا ہے اور میاں بیوی کی اس لڑائی میں ان کا بچہ جبران بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ غفران غرفہ کو بار بار ملازمت چھوڑنے کا کہتا ہے اور اس بات پر بھی ان دونوں کا کافی جھگڑا ہوتا ہے۔ غفران غرفہ کو بتائے بنا سرکاری نوکری چھوڑ دیتا ہے اور شوبز کی دنیا میں آجاتا ہے۔ غفران کا سکینڈل شوبز کی ایک عورت کے ساتھ چل نکلتا ہے جس کا نام دل آرا تھا۔ شوبز کی دنیا میں غفران اس قدر محو ہوتا ہے کہ اسے کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ اور غفران بڑے بجٹ کی فلم بنانے کا اعلان کر دیتا ہے۔ دل آرا فلم کی ہیروئن اور غفران کا نام ہیرو کے طور پر آتا ہے اور پھر غفران دل آرا سے شادی کر لیتا ہے۔ غرفہ شادی کو بچانے کی کافی کوششیں کرتی ہے مگر اس کے باوجود غفران دل آرا سے دوسری شادی کر لیتا ہے۔ شوبز کی دنیا میں آنے کے بعد غرفہ اور غفران کے جھگڑے کی مثال ملاحظہ فرمائیں:

> "شوبز میں میرا نام بولنے لگا ہے میرا سیریل لوگوں نے پسند کیا ہے۔ تم شہرت پر صرف اپنی اجارہ داری سمجھتی تھیں اب مجھ سے جلنے لگی ہو۔"(۴)

عورت اپنا گھر بچانے کے لیے بہت تگ و دو کرتی ہے۔ جیسے غرفہ نے کوشش کی مگر اس کے باوجود غفران نے دل آرا سے شادی کر لی۔

اس طرح "چپ" کے ایک افسانہ "کڑیاں چڑیاں" میں بشریٰ عورت کو چڑیوں سے تشبیہ دیتی ہے۔ بشریٰ عورت کو چڑیا کے مماثل قرار دیتی ہیں جو تنکا تنکا جوڑ کر اپنا آشیانہ بناتی ہے۔

یہاں اس بات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ اگر عورت کچا اور غلط جگہ پر گھونسلا بنا لے تو وہ ٹوٹ جاتا ہے۔

یہاں عورت کے حوالے سے گھر جیسے مسئلہ کو نمایاں کیا گیا ہے کہ عورت کو معلوم ہی نہیں کہ اس کا اصلی گھر کونسا ہے۔ ماں باپ کے گھر اسے کہا جاتا ہے کہ شوہر کا گھر اس کا اصلی گھر ہوگا اور شوہر کے گھر جاتی ہے تو ساس کہتی ہے یہ گھر میرا ہے۔ کڑیاں چڑیاں میں ایک لڑکی سائیکالوجسٹ کے سامنے یہ سوال یوں اٹھاتی ہے:

> ''ڈاکٹر صاحب یہ تو بتائیں کہ عورت کا اصلی گھر کون سا ہوتا ہے؟ ڈاکٹر صاحب نہیں سمجھے تو وہ پھر بولی جب ماں باپ کے گھر ہوتی ہے تو وہ ہر وقت کہتے ہیں جب اپنے گھر جاؤ گی تو یہ سب کر لینا۔ اپنے گھر جاؤ گی تو پتا چلے گا؟ سو وہ لاشعوری طور پر سمجھنے لگ جاتی ہے کہ شوہر کا گھر ہی اس کا اصلی گھر ہوگا۔ جب شوہر کے گھر آتی ہے تو ساس کہتی ہے یہ گھر میرا ہے میں نے برسوں اسے بنایا ہے تو میرے بعد اس گھر کی مالکن ہوگی۔'' (۵)

تو گویا سائیکالوجسٹ کے پاس بھی اس بات کا جواب موجود نہیں ہوتا۔

عشق و محبت کی اگر بات کریں تو بشریٰ کے افسانے ''باسی پھول'' میں ایک لڑکا اور لڑکی کی محبت کی داستان بیان کی گئی ہے۔ اس کہانی میں ماہ نور نامی لڑکی دراصل مرغوب سے محبت کرتی ہے مگر دونوں کے گھر والوں میں کسی بات پر کوئی دشمنی شروع ہو جاتی ہے جو اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ لڑکے کی شادی کہیں اور کروادی جاتی ہے اور لڑکی کی شادی کہیں اور۔ باسی پھول میں عورت کے حوالے سے اس مسئلہ کو اجاگر کیا گیا کہ والدین کے غلط فیصلوں اور آپس کی ناچاکی کی وجہ سے ایک عورت نشانہ بنتی ہے اور عشق و محبت میں ناکامی کی بدولت عورت کو مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ بشریٰ کے افسانوں کی لڑکیاں اسی لیے ناشاد رہتی ہیں کہ جذبات کے انتخاب میں وہ صرف کچے گھڑے پر ہیں حالانکہ عشق کرنے والی عورت کو اپنے لیے کچے گھڑے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

عشق و محبت کے حوالے سے افسانہ چپ کے آغاز میں ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

> ''کچی عمر کی لڑکیوں کے لیے محبت ٹھیک رہتی ہے مگر عشق صرف پختہ شخصیت گہرے ہیجانات اور عظیم جذبات کی حامل عورت ہی کر سکتی ہے۔'' (۶)

چپ افسانے کے حوالے سے کہانی ''محرم راز'' میں عورت کے مسائل کو کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ جس میں عورت کی بے بسی دکھائی گئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ عورت کی خواہشات کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کیونکہ خواہشات کا حق صرف اور صرف مرد کو حاصل ہے اور وہ خواہشات کو پورا بھی کر لیتا ہے۔ معاشرے کے ستم کی شکار ہمیشہ عورت ہی رہی ہے۔ ظلم و ستم کا معاملہ ہو، تشدد کا معاملہ ہو، طلاق کا مسئلہ ہو یا بے اولادی کا مسئلہ ہو، موردِ الزام صرف اور صرف عورت ہی ٹھہرائی جاتی ہے۔ محرم راز میں عورت کی ذات کی نفی ہوتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ عورت کو اس طرح ٹھکرایا گیا ہے جیسے وہ جذبات سے عاری ہے۔ اس میں عورت کی بے بسی کی انتہا دکھائی گئی کہ عورت کا کوئی مطالبہ نہیں کوئی شرط نہیں وہ تو صرف دستور کے مطابق گھر بسانا چاہتی ہے۔ شادی کی پہلی رات ہی بیوی کی صورت کا مذاق اور جذبات کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ لڑکا اپنی ماں سے کہتا ہوا دکھائی دیا کہ اس پورے شہر میں آپ کو میرے لیے یہی کالی کلوٹی لڑکی ملی؟ عورت کی ذات کو کس قدر تکلیف ہوتی ہے مگر مرد کو اس چیز کا اندازہ ہی نہیں۔ ظالم مرد شادی کر کے عورت کی زندگی کو برباد کر دیتے ہیں اور ان کو اندازہ تک نہیں ہوتا کہ وہ عورت کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ ذرا یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

"مجھے اس بات کا دکھ نہیں کہ پہلی رات کے بعد وہ میرے قریب نہیں آیا دکھ یہ ہے کہ جب اس نے مجھے چھوڑنا ہی تھا تو مجھے داغ دار کیوں کیا۔"(۷)

"افسانہ آدمی ہے" میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ہر مرد کی خواہش ہوتی ہے کہ ہر خوبصورت عورت اس کے قبضہ میں ہو۔ جدید دور میں مرد کی ملازمت کے ساتھ ساتھ خواتین بھی ملازمت میں برابر کی شریک ہیں۔ معاشرے کی زیادہ تر خواتین ملازمت پیشہ ہیں۔ "افسانہ آدمی ہے" میں ایک عورت دکھائی گئی جو غیر ملکی ایئر لائن میں ملازمت کرتی تھی اور پھر اس کی ناصر نامی شخص سے شادی ہو گئی۔ رشتہ ازدواج کے کچھ سالوں بعد دونوں میاں بیوی میں ناچاقی کا آغاز ہو گیا۔ وہی ناصر جو محبت کے دعوے کرتا تھا اس کو اب بیوی کی ملازمت پر اعتراض ہونے لگا اس کے ساتھ ساتھ اس میں دلچسپی نہ رہی تھی۔ عورت کی ملازمت کے مسئلہ کے علاوہ یہاں اس پہلو کو بھی اجاگر کیا گیا ہے کہ عورت کو گھر کو بچانے کے لیے کافی تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ مگر مرد کی بے رخی کے آگے وہ ہار جاتی ہے۔ عورت کی ساری قربانی رائیگاں ہو جاتی ہے۔

ایک رات کی بخشش نے مجھے ایک بیٹا تو دے دیا مگر میرا زندہ رہنے کا حق بھی چھین لیا ہے۔ مرد کو یہ بالکل حق حاصل نہیں کہ وہ عورت سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر پھر اسے چھوڑنے پر آجائے جبکہ عورت الزام سے بری ہو اور اس کی کوئی غلطی نہ ہو۔ بدنامی اور داغ دار زندگی صرف عورت کے حصے میں آتی ہے اور مرد کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

یہاں ناصر کی بیوی نے اپنے خاوند کو ایک دوسری ایئر لائن میں جاب بھی دلوادی مگر اس کے باوجود ناصر کو اپنی ہی بیوی کی ملازمت پر اعتراض ہونے لگا اور یوں آئے روز جھگڑوں کے بعد دونوں کی ناچاقیاں طلاق کی صورت میں سامنے آگئیں۔ ان کے جھگڑوں کی مثال بشریٰ کچھ ان الفاظ میں پیش کرتی ہیں:

"زلزلے مسلسل آتے رہیں تو عمارت کتنی بھی مضبوط کیوں نہ بنیادیں ہل جاتی ہیں۔ یہی تو ناصر بھی کہنے لگ گیا تھا کہ ملازمت پیشہ عورت کبھی اچھی بیوی نہیں بن سکتی۔" (۸)

بشریٰ کا قلم صرف کہانیوں کو نہیں لکھتا بلکہ دل کی چھپی باتوں کو زبان عطا کرتا ہے۔ بشریٰ کے افسانوں کو جب پڑھا جاتا ہے تو پڑھنے والے کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے بشریٰ خاموشی سے کسی گھر کے آنگن میں اندر داخل ہو جاتی ہیں اور جو کچھ اندر ہو رہا ہے اسے اپنی تحریر کا حصہ بنا لیتی ہیں اور کردار آنکھوں کے سامنے مجسم ہو جاتا ہے۔

بشریٰ کے افسانہ "اجلا تن میلے پھول" جو کہ افسانہ آدمی کی کہانی ہے میں عورت کے مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ گاؤں میں وڈیرے کس طرح لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور خاص طور پر عورت کی زندگی اور عزت کو کیسے پامال کرتے ہیں۔

"اجلا تن میلے پھول" میں عورت پر ظلم کی داستان بیان کی گئی ہے۔ صابو نامی عورت جس کی شادی ظہور اختر سے ہونے والی تھی مگر مراد شاہ جیسے ظالم وڈیرے نے صابو کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا اور اسے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا اور ظہور مراد شاہ کی قید میں تھا۔ صابو مراد شاہ کے آگے روتی رہی فریاد کرتی رہی مگر مراد شاہ جیسے ظالم وڈیرے کے آگے صابو بے بس تھی اور یوں منتیں کر رہی تھی:

”میرے ظہور کو بچالیں، ساری زندگی برتن مانجھونگی، نوکری کروں گی گولی بن کر رہوں گی۔ میرے ظہور کو چھوڑ دیں۔ اللہ کے واسطے مجھے اس کی شکل دکھا دیں وہ کہاں ہے؟ اس کو گولی تو نہیں لگی“ (۹)

”آدھی عورت“ کہانی میں عورت کی قربانی کے جذبے کی بُری طرح توہین کی گئی ہے اور عورت کے اس مسئلہ کو نمایاں طور پر جاگزیں کیا گیا ہے کہ عورت مرد کے لیے کتنی بھی قربانیاں کیوں نہ دے کہ وہ خود کو باوفا اور باشعار بیوی ثابت کر سکے تب بھی مرد کو ادھوری عورت کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کا دل لبھا سکے۔ مرد کا دل ایک عورت سے بھٹک کر دوسری عورت پر جانے میں دیر نہیں لگتی۔ آدھی عورت میں جمال خان اور آمنہ کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ جمال خان ایک غریب شخص تھا اور آمنہ ایک امیر گھرانے کی خاتون۔ آمنہ نے جمال خان کے لیے بہت زیادہ قربانیاں دیں اور جمال خان کا ہر جگہ ساتھ دیا اور وہ اتنا امیر ہو گیا کہ جمال خان فرش سے سے عرش تک پہنچ گیا مگر جمال خان نے آمنہ کے ساتھ بے وفائی کی اور اس کی قدر نہ کی اور آخر میں آمنہ جمال خان کو چھوڑ کر چلی گئی۔ آمنہ جیسی وفادار بیوی ہونے کے باوجود جمال خان دوسری صورتوں میں دلچسپی لیتا۔ عورت کی وفاداری کی توہین معاشرے کا اہم مسئلہ ہے۔ آمنہ کی وفاداری کا اندازہ اس مثال سے لگایا جا سکتا ہے:

”ماشاء اللہ اب تم کتنے بڑے رتبے پر کھڑے ہو۔ میں تمھیں کیوں یاد دلاؤں۔ کل جب تمہارے تلوے جلنے لگتے تھے تو تمھیں میری ضرورت محسوس ہوتی تھی اور تم نے بلا جھجک مجھے اپنے پاؤں کے نیچے کھڑا کر لیا تھا۔ پھر تم اونچے ہوتے گئے اونچے ہوتے گئے۔“(۱۰)

اگر وفادار عورت اپنا انتقام خاموشی سے لینے پر آئے، تو وہ اس میں مرد کو وہ مات دیتی ہے جس سے اس کی بڑائی کی کرچیاں کرچیاں ہو جاتی ہیں اور اسی لیے آمنہ جمال خان کو چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔ آمنہ جمال خان کو یہی کہتی ہے کہ اسے ادھوری عورت بننا پسند نہیں۔

”افسانہ آدمی ہے“ میں ایک اور کہانی ”دکان“ میں عورت کی معاشی بدحالی کا ذکر کیا گیا ہے اور اس بات کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا کہ غربت انسان سے کچھ بھی کروا لیتی ہے چاہے عورت کو اپنی بھوک مٹانے کے لیے اپنی عزت کا سودا ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ یہاں صفیہ نامی عورت کا کہانی میں ذکر کیا گیا جو غربت کے ہاتھوں لاچار اور بے بس تھی اور اس کی بے بسی کا نتیجہ صفیہ کی عزت لوٹنے کے نتیجہ میں سامنے آیا۔

اس کی عزت کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ ظالم سماج بجائے اس کے کہ صفیہ کی مدد کرتا مگر مدد کی صورت صرف اور صرف عصمت دری تھی اور صفیہ غربت سے تنگ آکر یہ قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئی کیونکہ اس کے پاس کوئی اور چارہ موجود نہ تھا۔ اس نے اپنی عزت کا سودا کر دیا۔ کہانی میں مثال اس طرح سے دی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صفیہ نے بھوک اور غربت کی خاطر یہ قدم اٹھایا۔ کوئی اسے قرض دینے پر بھی آمادہ نہ تھا:

”پہلی بولی صرف ایک سو روپے کی لگا بیٹھی اور تجربہ بھی تو نہ تھا اسے یہ راستہ تو بھوک نے اور بھوکی نگاہوں نے دکھایا تھا جنھوں نے قرض اور بھیک دینے سے انکار کیا انہوں نے اندھیری گلی کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔“(۱۱)

عورتوں کے مسائل کے حوالے سے ایک اور اہم چیز جو سامنے آتی ہے وہ مرد کی بے وفائی بھی ہے۔ عورت اور

مرد گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں اور ہر جگہ صورت حال مختلف دیکھی جاتی ہے۔ مگر زیادہ تر کہانیوں میں عورت کو ہی مظلوم دکھایا گیا۔ عورت ہر چیز برداشت کر لیتی ہے مگر مرد کی بے وفائی کو برداشت نہیں کر سکتی۔

''افسانہ آدمی ہے'' کی داستان ''امتحان'' میں عورت کے امتحان کی نشاندہی کی گئی ہے کہ عورت کی محبت کا یہاں امتحان دکھایا گیا ہے۔ ''امتحان'' افسانہ کی عورت اگرچہ بہت مضبوط ہے مگر مرد کی بے وفائی کے بعد وہ ٹوٹ جاتی ہے۔ معاشرے کے حوالے سے دیکھا جائے تو عورت کو پھر بھی موردالزام ٹھہرایا جاتا ہے اگرچہ عورت کی غلطی سرے سے نہ ہو۔

بیگم برلاس نہایت خوبصورت خاتون ہیں اور ان کا خاوند برلاس صاحب کلاس ون آفیسر ہے۔ بیگم برلاس اپنے خاوند کا بے تحاشا خیال رکھتیں اور ان پر بھروسا انتہا کا کرتیں۔ بیگم برلاس گھر کے کاموں کے لیے خانساماں آئے روز بدلتیں اور اپنے خاوند سے کہتیں کہ کوئی اچھا ملازم رکھ دیں جبکہ خاوند کا جواب ہوتا کہ کونسا ملازم رکھنا ہے یا نہیں یہ صرف اور صرف تمہارا کام ہے۔ بیگم برلاس پر اپنے خاوند کی حقیقت تب کھلتی جب وہ اپنے میکے گئی ہوتیں۔ کریم بخش جو بیگم برلاس کا ملازم تھا اس کے حوالے سے برلاس صاحب کی حقیقت بیگم برلاس پر عیاں ہو جاتی۔ میکے سے آنے کے بعد گھر کی بکھری ہوئی حالت دیکھ کر بیگم برلاس کریم بخش پر جب غصہ ہوئیں تو کریم بخش باہر جا کر اونچی آواز میں بولنے لگا کہ ان کے شوہر جو کچھ کریں وہ درست ہے اور ہم جو کریں وہ غلط ہے۔ بیگم صاحبہ کی غیر موجودگی میں ان کے خاوند نے سارا مہینہ باہر سے کھانا کھایا اور منگو حرام زادی یہ برلاس صاحب کے لیے حلال ہے ہمارے لیے حرام۔ صاحب نے کتنا وقت منگو کے ساتھ خالی کمرے میں گزارا۔ بیگم برلاس نے یہ تمام باتیں سن لیں اور یہ بیگم برلاس کی محبت کا امتحان تھا۔ یہ معاشرے کی ستم زدہ داستان ہے کہ طلاق کا مسئلہ ہو یا مرد کی بے وفائی، سہنا صرف عورت کو پڑتا ہے اور الزام عورت کو ہی دیا جاتا ہے۔ بیگم برلاس تسبیح کے دانوں کی طرح بکھر جاتی ہیں اور اندر سے ٹوٹ جاتی ہیں۔

بیگم برلاس کے اعتماد کو شدید ٹھیس پہنچتی ہے اور وہ صدمے میں آجاتی ہے۔ عورت کی وفا مرد کے آگے ہار جاتی ہے اور مرد کی بے وفائی کے باوجود عورت کی غلطی ہی تسلیم کی جاتی ہے اور یہ معاشرے کا ایک اہم مسئلہ ہے جو بشریٰ رحمان کی داستانوں میں دیکھا گیا ہے۔

جہاں عورت کو ہی ہر حساب سے موردالزام ٹھہرایا جاتا ہے وہاں عورت کے حوالے سے ایک اور مسئلہ بے اولادی کے طعنے ہیں۔ بشریٰ رحمان کی داستان ''بے اولاد'' جو کہ ''افسانہ آدمی ہے'' کی کہانی ہے، میں عورت کی بے اولادی کے حوالے سے بتایا گیا ہے۔ اس داستان کا اہم کردار ملک صاحب ہیں جو اولاد کی خواہش میں چار شادیاں کرتے ہیں مگر پھر بھی بے اولاد رہے۔ اسلام نے اگرچہ مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی مگر بے اولادی کے حوالے سے صرف عورت کو ہی الزام دیا جاتا ہے۔ کہانی میں مثال ملاحظہ فرمائیے:

> ''بڑی ملکانی کو تو اٹھتے بیٹھتے انہوں نے ایسی نفسیات کی مار دی تھی کہ وہ بیچاری ذہنی طور پر بانجھ ہوگئی تھی۔
> ایسے میں اسے شادی کی اجازت دینے میں ہی عافیت نظر آئی۔''(۱۲)

بے اولادی کے طعنے عورت کو ہمیشہ دیئے جاتے ہیں مرد کو نہیں۔ یہاں ملک صاحب نے چار شادیاں کیں مگر اولاد نصیب نہ ہوئی مگر بانجھ ہونے کا الزام پھر بھی عورت کے حصے میں آیا۔ اس افسانے میں بشریٰ یہی بتانا چاہتی ہے کہ مرد

کبھی بھی جھکنا پسند نہیں کرتا۔

مختصر یہ کہ بشریٰ رحمان کے افسانے افسانہ نگاری کی روایت پر پورا اترتے ہیں اور افسانہ نگاروں کی روایت میں ایک خوبصورت اضافہ ہیں اور بشریٰ کے افسانوں کے بیشتر موضوعات عورت کے مسائل کے گرد گھومتے ہیں۔

بشریٰ کے افسانوں میں خواتین کو کافی حد تک مظلوم دکھایا گیا ہے جو مرد کے سامنے بے بس ہے اور معاشرتی رویوں کو برداشت کرتی ہے۔ ازدواجی تعلق میں بھی بشریٰ خواتین کو مرد کے مقابلے میں کمزور پیش کرتی ہے۔ بشریٰ اپنی کتاب قلم کہانیاں میں افسانوں کے متعلق کہتی ہیں:

> "ہر افسانہ اپنے دور اور اپنے حالات کا نقیب ہوتا ہے اور قاری کے ذہن کی دنیا اتنی زرخیز ہوتی ہے کہ وہ افسانے کا زمانہ تلاش کر لیتا ہے"۔(۱۳)

بشریٰ کے افسانوں کا اسلوب انتہائی منفرد ہے کیونکہ بشریٰ محل وقوع اور مقام و مرتبہ کے مطابق زبان استعمال کرتی ہیں اور نتیجتاً قاری اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا اور افسانوں میں اس کی دلچسپی مزید بڑھ جاتی ہے۔ بشریٰ کی سوچ خواتین کے مسائل کا محور ہے جس میں وہ خواتین کے مسائل کو اجاگر کر کے کسی نہ کسی طرح معاشرے میں شعور اجاگر کرنا چاہتی ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) بشریٰ رحمان، یہ باتیں "تیری یہ فسانے تیرے"، انٹرویو بشریٰ رحمان، لاہور: نستعلیق مطبوعات، ۲۰۱۸ء، ۱۸۔

(۲) ایضاً، ص۱۸

(۳) بشریٰ رحمان، نفس پیمانے، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء، ۹۔

(۴) بشریٰ رحمان، چپ، لاہور: دعا پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء، ۱۵۵۔

(۵) ایضاً، ۵۵۔

(۶) ایضاً، ۱۰۔

(۷) ایضاً، ۸۶۔

(۸) بشریٰ رحمان، افسانہ آدمی ہے، کراچی: مکتبہ دانیال، عبداللہ ہارون روڈ صدر، ۱۹۹۹ء، ۱۴۔

(۹) ایضاً، ۵۸۔

(۱۰) ایضاً، ۹۴۔

(۱۱) ایضاً، ۲۶۹، ۲۷۵۔

(۱۲) ایضاً، ۱۳۸۔

(۱۳) بشریٰ رحمان، قلم کہانیاں، لاہور: خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۴ء، ٹائیٹل پیج۔

BIBLIOGRAPHY

- Bushra Rehman, *Ya Batain Tairi Ya Fasanay Tairay*, (Lahore: Nastaleeq Matboaat, 2018)
- ibid, *Afsana Admi Ha*, (Karachi: Maktaba Daniyal, Abdullah Haroon Rood, 1999)
- ibid, *Nafs Paimonay*, (Islamabad: Dost Publications, 2013)
- ibid, *Chup*, (Lahore: Dua Publications, 2009)
- ibid, *Qalam Kahanian*, (Lahore: Khozeena Elmo Adab, 2004)

❖❖❖